

سیرت رسول اکرم ﷺ

ترجمہ: مولانا سید محمد امین شاہ

امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب تہذیب الأسماء واللغات کے شروع میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سیرت صحیح احادیث کی روشنی میں مرتب فرمائی ہے، جامعہ امداد العلوم کراچی کے استاذ حدیث مولانا سید محمد امین شاہ نے اس کا رواں اور سلیس ترجمہ کیا ہے، ذیل میں ان کا وہ ترجمہ پیش خدمت ہے۔ _____ (ادارہ)

سلسلہ نسب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب مبارکہ یہ ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بن عبد اللہ بن عبد المطلب، بن ہاشم، بن عبد مناف، بن قصی، بن کلاب، بن مرہ، بن کعب، بن لوی، بن غالب، بن فہر، بن مالک، بن نضر، بن کنانہ، بن خزیمہ، بن مدرکہ، بن الیاس، بن مضر، بن نزار، بن معد، بن عدنان۔ یہاں تک سلسلہ نسب بالا جماع ثابت ہے اور اس سے لے کر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک سلسلہ نسب میں شدید اختلاف ہے، علماء نے فرمایا: اس میں کوئی صحیح قابل اعتماد چیز نہیں ہے۔

کنیتیں اور اسماء مبارکہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور کنیت ابوالقاسم ہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی کنیت ابوابراہیم رکھی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے اسمائے گرامی ہیں۔ ابن عساکر رحمہ اللہ نے تاریخ دمشق میں اس پر ایک مستقل باب قائم فرمایا ہے۔ اس میں انھوں نے بہت سے اسمائے گرامی ذکر کیے ہیں، جن میں سے بعض صحیحین میں اور بعض دوسرے کتب میں وارد ہوئے ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں: محمد، احمد، الخاشر، العاقب، المقتدی، الماجی، خاتم النبیین، نبی الرحمہ، نبی اور ایک روایت کے مطابق نبی الملاحم، نبی التوبہ، القاتح، طہ، یاسین، عبد اللہ۔

حضرت امام، حافظ ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن ابی بکر رحمہ اللہ نے فرمایا بعض علماء نے اس پر اضافہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں آپ کا نام رسول، نبی، امی، شاہد، مبشر، نذیر، داعی، ردوف، رحیم، مذکر بیان فرمایا ہے اور آپ کو رحمت، نعمت، ہادی قرار دیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ قرآن میں میرا نام محمد ہے، انجیل میں احمد ہے اور تورات میں اُحید ہے، کیونکہ میں اپنی امت سے جہنم کی آگ دور کروں گا۔ (حضرت امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا) میں کہتا ہوں کہ مذکورہ اسماء میں سے بعض صفات ہیں، (مجازاً ان پر اسماء کا اطلاق کیا گیا ہے)۔

والدہ ماجدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا نام آمنہ بنت وہب، بن عبدمناف، بن زہرہ، بن کلاب، بن مُرہ، بن کعب، بن لوی، بن غالب ہے۔

ولادت: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت، واقعہ فیل کے سال ہوئی اور ایک قول کے مطابق اس کے ۳۰ سال بعد آپ کی ولادت ہوئی۔ حاکم ابواحمد نے نقل کیا ہے کہ اس واقعہ کے چالیس سال بعد آپ کی ولادت ہوئی اور بعض نے کہا ہے کہ اس واقعہ کے دس سال بعد آپ کی ولادت ہوئی۔

حافظ ابوالقاسم بن عساکر رحمہ اللہ نے تاریخ دمشق میں یہ نقل فرمایا ہے، صحیح اور مشہور قول یہ ہے کہ واقعہ فیل والے سال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہوئی، حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ حضرت امام ابراہیم بن منذر الحزامی اور خلیفہ بن خیاط اور بعض دوسرے علماء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن ربیع الاول کے مہینے میں پیدا ہوئے۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ ربیع الاول کی ۲ تاریخ تھی یا آٹھ، یادس، یا بارہ، یہ چار اقوال مشہور ہیں۔

رحلت: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پیر کے دن بوقت چاشت ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو ہوئی۔

تدفین اور عمر مبارک: منگل کے روز بعد از زوال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین ہوئی، بعض حضرات نے کہا کہ بدھ کی رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ۶۳ سال کی عمر میں ہوئی اور بقول بعض حضرات ۶۵ سال کی عمر میں وفات ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ آپ کی عمر مبارک ۶۰ سال تھی، پہلا قول زیادہ صحیح اور مشہور ہے۔ یہ تینوں قول صحیح بخاری و مسلم شریف میں مذکور ہیں۔ حضرات علماء کرام نے تینوں اقوال میں تطبیق یوں بیان کی ہے کہ جس نے ساتھ کہا اس نے کسو کو شمار نہیں کیا ہے، جس نے ۶۵ کہا ہے اس نے سنہ ولادت اور سنہ وفات کو علاحدہ شمار کیا ہے اور جس نے ۶۳ کہا اس نے دونوں کو شمار نہیں کیا، صحیح قول ۶۳ سال کا ہے، اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمریں بھی صحیح قول کے مطابق ۶۳ سال تھیں۔ حاکم ابوعبداللہ کے شیخ حاکم ابواحمد نے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پیر کے دن ہوئی اور پیر ہی کے دن آپ کو نبوت عطا ہوئی اور پیر ہی کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی اور پیر ہی کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے اور پیر ہی کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔

شروع ہوئی، یہ بدھ کا دن تھا اور ماہ صفر کے دو دن باقی تھے۔

رضاعت اور پرورش: ابولہب کی باندی ثویبہ نے چند روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا، پھر حضرت حلیمہ سعدیہ بنت ابی ذؤیب عبداللہ بن حارث نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا، ان کے بارے میں روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روزانہ نشوونما اتنی ہوتی تھی جتنا کہ عام بچوں کی ایک مہینے میں ہوتی ہے، آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کی پرورش کی ہے، اس کے بعد آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کی پرورش کی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمانہ جاہلیت کی گمراہیوں سے پاک رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر کسی بت کی تعظیم نہیں کی، کبھی بھی کسی کفریہ کام میں شریک نہیں ہوئے، کافر لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا مطالبہ کرتے تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے انکار فرماتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے کبھی بھی بتوں کی عبادت نہیں کی اور کبھی شراب نہیں پی اور ہمیشہ سے میں یہ جانتا تھا کہ وہ لوگ کفر پر ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا آپ پر کہ اس نے آپ کو زمانہ جاہلیت کی گندگیوں سے اور ہر عیب سے پاک رکھا اور ہر اچھی صفت آپ کو عطا فرمائی، یہاں تک کہ آپ کی قوم آپ کو امین کے لقب سے جانتی تھی، اس لیے کہ انھوں نے آپ کی امانت، صدق اور طہارت کا مشاہدہ کیا تھا۔

شام کا سفر: پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۱۸ سال ہوئی تو اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ شام کے سفر پہ نکلے، یہاں تک کہ بصری پہنچے تو وہاں بحیرتی راہب نے آپ کو دیکھا اور آپ کی صفات دیکھ کر آپ کو پہچان لیا، اس نے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ سے پکڑا اور کہا کہ یہ سید العالمین ہے، یہ رب العالمین کا رسول ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے عالمین کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ تو انھوں نے کہا کہ جب تم لوگ عقبہ سے چلے تو تمام درخت اور پتھر سجدے میں گر گئے تھے اور شجر و حجر نبی کے علاوہ کسی کے سامنے سجدہ نہیں کرتے۔ یہ بات ہماری کتابوں میں موجود ہے اور یہودی خوف سے انھوں نے ابوطالب سے درخواست کی کہ انھیں واپس لے جائیں، چنانچہ ابوطالب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس لائے۔

پھر دوسری دفعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ تجارت کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا سفر فرمایا، یہ سفر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کی شادی کرنے سے پہلے ہوا، یہاں تک کہ آپ بصری کے بازار پہنچے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۵ سال ہوئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی اور ہجرت کے موقع پر آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے غلام عامر بن فہیرہ تھے، راہبر حضرت عبداللہ بن

شمال و حلیہ مبارکہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ بے ڈول لے بے ترنگے تھے اور نہ زیادہ پستہ قد، ٹھنڈے تھے (بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک درمیان تھا) اور رنگ کے اعتبار سے نہ بالکل سفید تھے، نہ بالکل گندم گوں، (بلکہ چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشن پر نور اور کچھ ملاحظت لیے ہوئے تھے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نہ بالکل سیدھے تھے، نہ بالکل پچھراور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں بیس سفید بال بھی نہ تھے، خوب صورت جسم کے مالک تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کاندھوں کے درمیان قدرے زیادہ فاصلہ تھا، کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کاندھوں تک پہنچتے تھے اور کبھی کانوں کی لوٹک ہوتے تھے اور کبھی آدھے کانوں تک ہوتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک گنجان تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں پر گوشت تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں موٹی تھیں اور سر مبارک بڑا تھا، جوڑوں کی ہڈیاں بھی بڑی تھیں، چہرہ مبارک میں قدرے گولائی تھی (یعنی چہرہ انور نہ بالکل گول تھا اور نہ بالکل لانا بلکہ درمیان تھا) آنکھیں بہت زیادہ سیاہ تھیں اور پلکیں دراز، آنکھوں کے کناروں یعنی سفیدی میں سرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے، سینے سے ناف تک بالوں کی باریک دھاری تھی، لکیر کی طرح۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلتے تو قدموں کو قوت سے اٹھاتے اور ذرا جھک کر چلتے، گویا کہ پستی کی طرف چل رہے ہیں، چہرہ مبارک چودھویں کی چاند کی طرح دمسکتا تھا، گویا کہ آپ کا چہرہ بھی چاند ہے۔ آواز مبارک خوب صورت تھی، رخسار مبارک ہموار تھی (یعنی آپ کے گال مبارک نہ پچکے ہوئے تھے نہ گوشت لٹکے ہوئے تھے بلکہ برابر اور ہموار تھے) دونوں کاندھوں، بازوؤں اور سینہ مبارک کے بالائی حصے پر بال تھے، کلایاں دراز اور ہتھیلیاں فراخ تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی حسین چشم تھے۔ آنکھوں کے سفید ڈھیلوں میں کچھ سرخی کی آمیزش تھی (۱)۔ دونوں کاندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی، جو مسہری کی گھنڈیوں یا کبوتر کے انڈے جیسے تھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے (تویوں معلوم ہوتا تھا) کہ گویا آپ کے لیے زمین سمیٹ دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیزو تھے۔ کشادہ قدم رکھتے تھے، لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی کے لیے کوشش کرتے تھے (دوڑ کر چلتے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر کے بالوں میں مانگ نہیں نکالتے تھے۔ بعد میں مانگ نکالا کرتے تھے، سر اور داڑھی کے بالوں میں کنگھا کیا کرتے تھے، ہر رات سوتے وقت تین تین دفعہ ہر آنکھ میں اٹم کا سرمہ استعمال فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پسند کپڑا کرتے اور سفید رنگ کا کپڑا اور دھاری دار منقش چادر تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کی آستین پہنچے تک ہوتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ جوڑا، ازار اور چادر بھی زیب تن فرمایا اور بعض اوقات دو سبز کپڑے بھی پہنے اور بعض اوقات تک آستینوں والا کرتہ بھی پہنا اور بعض حالات میں آپ نے سیاہ پگڑی باندھی اور اس کے دونوں کنارے دونوں کاندھوں کے درمیان لٹکائے، بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں (اون) سے بنی ہوئی سیاہ چادر بھی استعمال فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی، موزے

اور جوتے بھی پہنے ہیں۔

اولاد: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صاحبزادے تھے۔

۱۔ قاسم۔ انہی کے نام پہ آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی، نبوت سے قبل یہ پیدا ہوئے اور دو سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔
 ۲۔ عبداللہ۔ ان کو طیب اور طاہر بھی کہا جاتا ہے، کیوں کہ نبوت کے بعد پیدا ہوئے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ طیب اور طاہر حضرت عبداللہ کے علاوہ تھے لیکن پہلا قول صحیح ہے۔ ۳۔ ابراہیم۔ یہ مدینہ منورہ میں ۸ھ میں پیدا ہوئے تھے اور مدینہ منورہ ہی میں ۱۰ھ میں ۷۱ یا ۱۸ مہینے کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں۔ ۱۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا۔ ابوالعاص بن عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ ۲۔ حضرت عبدالستس سے ان کی شادی ہوئی، ابوالعاص کی والدہ کا نام ہالہ بنت خویلد ہے، جو حضرت زینب کی خالہ تھی۔ ۳۔ حضرت فاطمہ۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ سے ان کا نکاح ہوا۔ ۴۔ ۳۔ حضرت رقیہ۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح ہوا۔ پہلے حضرت رقیہ سے ان کا نکاح ہوا، ان کے انتقال کے بعد حضرت ام کلثوم سے ان کا نکاح ہوا۔ اسی وجہ سے انہیں ذی النورین کہا گیا۔ حضرت رقیہ کا انتقال ۱۸ رمضان المبارک ۲ھ جنگ بدر کے دن ہوا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال شعبان ۹ھ میں ہوا۔

صاحبزادیاں بالافتاق چار ہیں اور صاحبزادے صحیح قول کے مطابق تین ہیں، سب سے پہلے حضرت قاسم پیدا ہوئے، پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں، پھر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، پھر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے عمر میں بڑی تھیں۔ حضرت عبداللہؓ مکہ میں اور حضرت ابراہیم مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، حضرت ابراہیم کے علاوہ تمام صاحبزادے و صاحبزادیاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیم، حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ سب کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں وفات ہوئی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا صحیح اور مشہور قول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں۔

چچا اور پھوپھیوں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ چچا تھے۔ حارث: یہ حضرت عبدالمطلب کے سب سے بڑے بیٹے تھے، اسی کے نام پہ عبدالمطلب کی کنیت تھی۔ قثم، زبیر، حضرت حمزہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہما، ابوطالب، ابولہب، عبدالکعبہ، حجل (حاکہ فتحہ اور جیم کے سکون کے ساتھ) ضرار، (غیداق)۔ ان میں سے حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما ایمان لائے، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سب سے چھوٹے تھے کیوں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے، اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کے بعد تھے اور حضرت حمزہ کے بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں۔

یسار الراعی، نوبی، ابورافع جن کا نام اسلم ہے۔ بعض نے کوئی اور نام ذکر کیا ہے۔ ابومویبہ، فضالہ یمانی، رافع، مدغم، اسود جو خیبر میں قتل ہوئے۔ کرکرة (دونوں کاف پر کسرہ ہے) یہ دوران سفر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان ڈھوتے تھے، حضرت بلال بن یسار بن زید کے دادا، زید، عبیدہ، طہمان، یاکیسان یا مہران یا ذکوان، یامروان، مابوقریظی، وادق، ابوادق، ہشام، ابوضمیرہ، حنین، ابوعمیبہ جس کا نام احمر ہے۔ ابوعبیدہ، حضرت سفینہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم، ایمن بن ام ایمن، فلاح، سابق سالم، زید بن بولا، سعید (وضمیرہ) عبید اللہ بن اسلم، نافع، نبیہ، وردان، ابواہلیہ، ابوالحرما۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ لونڈیوں میں سے بعض کے نام یہ ہیں: سلمی، ام رافع، ام ایمان، برکہ یہ حضرت اسامہ بن زید کی والدہ ہیں۔ میمونہ بنت سعد، خضرہ، رضوی، امیہ، ریحانہ، ام ضمیرہ، ماریہ اور ان کی بہن شیرین جو عباس کی والدہ ہیں۔ ان میں سے اکثر کا ذکر اسلاف کی کتابوں میں ملتا ہے۔ یہ بات سمجھنے کی ہے کہ یہ آزاد کردہ غلام سب بیک وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں نہیں رہے، بلکہ یہ حضرات مختلف اوقات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادمین: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں میں سے بعض حضرات کے نام یہ ہیں۔ حضرت انس بن مالکؓ، ہند اور اسماء یہ دونوں حارثہ کے بیٹے ہیں، سلمی ہیں، حضرت ربیعہ بن کعب الاسلمی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، صاحب نعلین تھے۔ جب آپ کھڑے ہوتے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کو جوتے پہناتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تو اُتار کر اپنے آستین میں رکھ لیتے جب تک آپ بیٹھے رہتے آپ کے جوتے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس رہتے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ صاحب بغلہ تھے، سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر کھینچتے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سعد رضی اللہ عنہ اور ذوقر اور انہی کو ذوقر بھی کہا جاتا ہے۔ نجاشی تھے اور بعض نے کہا کہ شاہ نجاشی کے بھانجے تھے، اور بکیر بن شدخ اللیشی اور بعض نے بکر کہا ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور اسلم بن شریک بن عوف الاعرجی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین: حافظ ابوالقاسمؓ نے ”تاریخ دمشق“ میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ۲۳ کاتب تھے (حافظ ابوالقاسم رحمہ اللہ نے) اپنی اسناد کے ساتھ ان کے بارے میں روایات ذکر کی ہیں اور ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت معاویہ بن ابی سفیان، حضرت محمد بن مسلمہ، حضرت ارقم بن ابی ارقم، حضرت ابان بن سعید بن عاص اور ان کے بھائی خالد بن سعید بن عاص، حضرت ثابت بن قیس، حضرت حظلہ بن ربیع، حضرت خالد بن ولید، حضرت عبداللہ بن ارقم، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عمار، بن شعبہ اور حضرت سہل رضی اللہ عنہم

اجمیعین۔ بعض حضرات نے حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کا اضافہ فرمایا۔ اصحاب السیر نے کہا ہے ان میں سب سے زیادہ وہی لکھنے والے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تھے۔

آپ کے قاصد: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (شاہ حبشہ) نجاشی کی طرف حضرت عمر بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہ کو (خط دے کر) بھیجا، انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لے کر اپنی آنکھوں پر رکھا اور اپنے تخت سے اتر کر زمین پر بیٹھا، پھر جب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لائے تو یہ مسلمان ہوئے اور اچھے مسلمان ہوئے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عظیم روم ہرقل کی طرف حضرت دحیہ بن خلیفہ الکھمی رضی اللہ عنہ کو خط دے کر بھیجا اور فارس کے بادشاہ کسریٰ کی طرف حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ کو خط دے کر بھیجا۔ مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا، انھوں نے جواب میں اچھی بات کہی، انھوں نے حضرت ماریہ قبطیہ اور ان کی بہن حضرت شیرین بدیتا آپ کی خدمت میں پیش کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ہدیہ میں عطا فرمایا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو آپ نے عمان کے دو بادشاہوں کی طرف مبعوث فرمایا، وہ دونوں مسلمان ہوئے اور انھوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو لوگوں سے صدقات وصول کرنے اور ان کے فیصلے کرنے کی اجازت دی، حضرت عمرو بن العاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک وہاں رہے۔ حوہہ بن علی الجھنی کے پاس یمامہ کی طرف حضرت سلیط بن عمرو العامری رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شجاع بن وہب اسدئ کو شام کے علاقہ بقاء کے سردار حارث بن ابی شمر غسانی کی طرف (خط دے کر) بھیجا اور حضرت مہاجر بن ابی امیہ مخزومی رضی اللہ عنہ کو حارث حمیری کے پاس بھیجا اور حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کے بادشاہ منذر بن سادئ عبدی کی طرف بھیجا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور مسلمان ہوا اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو پورے یمن کی طرف اسلام کی دعوت دینے کے لیے بھیجا، جس کے نتیجے میں عام اہل یمن مسلمان ہوئے، بادشاہ اور رعایا سب کے سب مسلمان ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار مؤذن تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں آپ کے مؤذن تھے۔ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ، مکہ مکرمہ میں اور حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ قباہ میں۔

عمرہ، حج، غزوات اور سرایا: صحیحین سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد چار عمرے ادا فرمائے اور ایک حج حجہ الوداع۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو الوداع فرمایا، اذکار فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے بنفس نفیس ۲۵ غزوات میں شرکت فرمائی۔ یہی مشہور ہے اور یہ موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحاق، ابو محضر وغیرہم کا قول ہے اور ایک قول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۷ غزوات میں شرکت فرمائی۔ ابو عبد اللہ محمد بن سعد نے ”طبقات“ میں اس پر اتفاق نقل فرمایا ہے کہ غزوات کل ستائیس ہوئے اور سرایا کی تعداد ۵۶ ہے اور انھوں نے ایک ایک غزوہ اور سر یہ علاحدہ علاحدہ وقوع کے اعتبار سے ترتیب سے شمار کیا ہے۔ اصحاب سیر نے کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے صرف نو غزوات، بدر، احد، خندق، بنی قریظہ، بنی المصطلق، خیبر، فتح مکہ، حنین اور طائف میں خود قتال فرمایا، یہ ان لوگوں کے قول کے مطابق ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مکہ بزور فتح ہوا ہے۔

اخلاق و عادات: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت اور بڑھ جاتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اچھے اخلاق والے تھے اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت آپ کو حاصل تھی، سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے۔ اپنی ذات کے لیے کسی پر غصہ نہیں فرماتے تھے اور نہ ہی انتقام لیتے تھے، جب اللہ تعالیٰ کی حدود پامال کی جاتی تو آپ غصہ فرماتے، تب آپ کے غضب کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا تھا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حق کی مدد فرماتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ فرماتے تو اعراض فرماتے اور نہ پھیر لیتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق قرآن تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ متواضع تھے، اپنے گھر والوں کی حاجتیں پوری فرماتے (یعنی کاموں میں ان کے ساتھ ہاتھ بٹاتے) کمزوروں، ضعیفوں کے لیے اپنے بازو جھکاتے (یعنی عاجزی و تواضع کے ساتھ ان سے پیش آتے)۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ نے جواب نفی میں دیا ہو، سب سے زیادہ بردبار تھے (آپ سے کبھی کسی چیز کا سوال نہیں کیا گیا کہ آپ نے (جواب میں) نہیں فرمایا ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کنواری سے زیادہ شرمیلے تھے جو اپنے پردے میں ہو، قریب، بعید، طاقتور، ضعیف سب آپ کے ہاں حق میں برابر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر چاہتے تو کھالیتے ورنہ چھوڑ دیتے، ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتے اور نہ ہی میز پر کھانا کھاتے۔ جو تیار ہوتا نوش فرماتے، کسی بھی حلال چیز کو ناجائز سمجھ کر ترک نہیں فرماتے تھے۔

بیٹھے اور حلوہ کو پسند فرماتے تھے، کدو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین سائین سرکہ ہے اور حضرت عائشہؓ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے شہید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے گوشت میں سے ہاتھ کا گوشت پسند تھا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہوئے اور جو کی روٹی بھی آپ نے سیر ہو کر نہیں کھائی۔ یعنی فقر کی وجہ سے۔ دودھ مینے گذر جاتے اور آپ کے گھروں میں سے کسی گھر میں چولہا نہ جلنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدیہ وصول فرماتے تھے اور صدقہ نہیں کھاتے تھے اور ہدیہ کا بدلہ مرحمت

فرماتے تھے۔ اپنے جوتے خود گانٹتے تھے، پڑا سیتے تھے، مریض کی عیادت کرتے تھے جو بھی آپ کی دعوت کرتا مال دار ہوتا یا غریب، چھوٹا ہوتا، یا بڑا سب کی دعوت قبول فرماتے، کسی کو حقیر نہیں سمجھتے تھے۔ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم گوٹھ مار کر تشریف فرما ہوتے تھے، کبھی چار زانو تشریف فرما ہوتے تھے۔

بعض اوقات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹیک بھی لگائی، اکثر و بیشتر آپ صلی اللہ علیہ وسلم گوٹھ مار کر بیٹھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے تھے اور انہیں چاٹ لیتے تھے، پانی پیتے وقت برتن سے باہر تین دفعہ سانس لیتے تھے۔ جامع کلمات ارشاد فرماتے تھے، بات تین دفعہ دہراتے تھے تاکہ سمجھ میں آئے۔ آپ کی باتیں صاف اور واضح ہوتی تھیں، جو بھی آپ کی باتیں سنتا تو سمجھتا، بلا ضرورت بات نہیں کرتے تھے۔ بیٹھتے، اٹھتے اللہ کا ذکر کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے، اونٹ، گدھے اور خمر پر سواری فرمائی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اونٹ پر اور گدھے پر اپنے پیچھے سوار فرمایا، کسی کو اپنے پیچھے چلنے نہ دیتے، بھوک کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گھر والے کئی دن تک بھوکے رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، دنیا کے ساز و سامان میں سے بہت کم چیزیں آپ کے پاس تھیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کے خزانوں کی کنجیاں آپ کو عطاء فرمادی تھیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لینے سے انکار فرمایا اور اس کے بدلہ آخرت کو اپنے لیے پسند فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے تھے، ہمیشہ فکر مند رہا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ سے زیادہ ہنسی مسکراہٹ ہوتی تھی، بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے مسکراتے کہ آپ کے دانت مبارک نظر آتے۔ خوشبو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے تھے۔ بدبو سے آپ کو نفرت تھی، مزاج فرمایا کرتے تھے، لیکن حق بات ہی کرتے تھے۔ معذرت کرنے والے کا عذر قبول فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح تھے جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کی صفات بیان فرمائی: لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤوف رحيم۔ ”تحقیق تمہارے پاس آچکا ہے، رسول تمہیں میں سے، گراں ہے اس پر وہ چیز تمہیں مشقت میں ڈالے، تمہارے بھلائی کے حریص ہیں، ایمان والوں کے لیے مہربان نہایت رحم کرنے والے ہیں۔“ (سورہ توبہ آیت: ۱۲۸) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وصل عليهم ان صلاتك سكن لهم اور دعائے ان کو بے شک آپ کی دعاء ان کے لیے تسکین کا باعث ہے۔ (توبہ آیت: ۱۰۳)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عتاب یہ تھا کہ آپ تعریضاً فرماتے: ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کا وجود کتاب اللہ میں نہیں ہے یا اس جیسا کوئی اور جملہ ارشاد فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نرمی کا حکم فرماتے اور لوگوں کو اس پر آمادہ فرماتے، درستی بخنی کرنے سے منع فرماتے، معاف کرنے، درگزر کرنے کی ترغیب دیتے، اچھے اخلاق کے ساتھ متصف ہونے کا حکم فرماتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاکی حاصل کرنے، جو نہ پہنے، کنگھا کرنے میں اور دوسرے تمام اچھے کاموں میں دائیں طرف سے ابتدا کرنے کو پسند فرماتے تھے۔ بایاں ہاتھ استنجا اور اس طرح کے دوسری ضروریات کے لیے مختص تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس بردباری اور شرم و حیا کی اور امانت و حفاظت، سیکنہ و صبر کی مجلس ہوتی تھی، اس میں آوازیں بلند نہیں کی جاتی تھیں، عورتوں کے تذکرے نہیں ہوتے تھے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس میں تقویٰ کے حصول میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے تھے، ایک دوسرے سے تواضع اور انکساری سے پیش آتے تھے۔ بڑوں کا احترام کیا جاتا تھا اور بچوں پر شفقت کی جاتی تھی، حاجت مندوں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے، مسافروں کی حفاظت کرتے تھے، نیکی کی طرف لوگوں کی راہنمائی کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی دلجوئی فرماتے تھے، ہر قوم کے شریف لوگوں کا اکرام کرتے تھے اور انہیں ان کی قوم کا سردار بناتے، اپنے صحابہ کے حالات معلومات کرتے رہتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بے حیائی کی بات فرمایا کرتے تھے، اور نہ بے تکلف ایسی بات فرما سکتے تھے (یعنی آپ کی زبان مبارک سے بے حیائی کی بات تکلف اور قصد سے بھی نہ نکل سکتی تھی) اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے۔ آپ نے کبھی کسی خادم کو نہیں مارا اور نہ ہی کسی عورت کو مارا اور نہ ہی کسی چیز کو اپنے دست مبارک سے مارا، مگر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوں (اس وقت تو مارنا کیا بلکہ قتل کی بھی نوبت آئی ہے۔)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں کے درمیان اختیار دیا جاتا تو آپ ہمیشہ ان میں سے آسان کام کو اختیار فرماتے، اگر وہ گناہ کا کام نہ ہوتا، جو صفات میں نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ذکر کیے ہیں ان سب کے دلائل صحیح بخاری (وغیرہ) میں مشہور ہیں۔ پس یقیناً اللہ تعالیٰ نے باکمال اخلاق اور اچھی صفات آپ کے لیے جمع فرمادی تھیں اور آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا تھا۔ اور جس چیز میں نجات اور کامیابی ہے، وہ اللہ نے آپ کو عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ چیزیں عطا فرمائیں جو کائنات میں سے کسی کو بھی عطا نہیں فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اولین و آخرین پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ دائماً الی یوم الدین۔ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم و نازک کوئی حریر و دیباغ میرے ہاتھوں نے کبھی نہیں چھوا اور نہ ہی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو یا آپ کے پسینے سے زیادہ بہتر اور پاکیزہ کوئی خوشبو یا عطر سونگھا۔

مولائی صل وسلم دائماً علی حبیبک خیر الخلق کلہم

